❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت توحید باری تعالیٰ
وقت 5-7 منٹ

اسلام میں قیامِ توحید کی اہمیت

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۚ

تو کہہ دے کہ وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ بے احتیاج ہے۔ نہ اُس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا۔ اور اُس کا کبھی کوئی ہمسر نہیں ہوا۔

جس کو خدائے عزوجل پر یقیں نہیں
اُس بدنصیب شخص کا کوئی بھی دیں نہیں
پر وہ سعید جو کہ نشانوں کو پاتے ہیں
وہ اُس سے مل کے دل کو اُسی سے ملاتے ہیں
وہ اُس کے ہوگئے ہیں اُسی سے وہ جیتے ہیں
ہر دم اُسی کے ہاتھ سے اِک جام پیتے ہیں

معزز سامعین! آج اِس مبارک محفل میں مجھے ”اسلام میں قیامِ توحید کی اہمیت“ بیان کرنی ہے۔

اسلام کا بنیادی مقصد توحیدِ الٰہی کا قیام ہے۔ اس کا ہر حکم، ہر تعلیم اور ہر ہدایت دراصل توحید ہی کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اِسی لیے اسلام کی بنیاد کلمہ طیبہ پر ہے، یعنی لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ ایک مسلمان بچے کی ولادت پر اُس کے کان میں سب سے پہلی آواز اذان اور اقامت کی صدا ہوتی ہے، جس میں تمام عظمت و جبروت اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف ہی منسوب کی گئی ہے۔ آٹھ دس سال کا ہونے پر اُسے نماز کی تلقین کی جاتی ہے اور اُس کا ماحول ایسا ہوتا ہے کہ وہ ہر وقت توحید کی ندا ہی سنتا ہے۔ اذان، اقامت وغیرہ میں اور پھر نماز میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے ہی سامنے انتہائی تذلّل کروایا جاتا ہے اور ماسوائے اللہ سے بریّت کروائی جاتی ہے۔ ہر روز پانچ وقت کا یہ سبق ناقابل فراموش ہوتا ہے۔ مرتے وقت کے لئے بھی ارشاد نبویؐ ہے ”مَنْ كَانَ آخِرَ كَلَامِهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ“ کہ جو شخص آخری وقت میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا پابند ہوگا، وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ جنازہ پڑھنے اور میت کو لحد میں اُتارنے کے وقت بھی خدا تعالیٰ کی کبریائی کا ہی سبق دیا ہے، چنانچہ فرمایا۔ اپنے قریب المرگ لوگوں کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تلقین کرو۔ (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب تلقین الموتیٰ لا الہ الا اللہ)۔ اِسی طرح ایک قریبُ المرگ بچے کے متعلق آپؐ نے شدید خواہش کا اظہار فرمایا کہ کاش! یہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھ کر مسلمان ہو جائے۔ جب اُس بچے نے کلمہ طیبہ پڑھا تو آپؐ نے بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور کہتے جاتے کہ یہ بچہ جنت میں داخل ہو گیا۔

اسلام میں جس طرح توحید پر زور دے کر اس کی اہمیت کو اُجاگر کیا گیا ہے، ویسے ہی توحید کے متبادل شرک کی مذمت بھی بہت کی ہے۔ قرآنِ مجید اس پہلو سے بھی واضح احکام سے بھرا پڑا ہے، جیسا کہ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا (النساء:49) کہ یقیناً اللہ معاف نہیں کرے گا کہ اُس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اور اس کے علاوہ سب کچھ معاف کر دے گا جس کے لئے وہ چاہے اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے تو یقیناً اس نے بہت بڑا گناہ افترا کیا ہے۔ حدیث میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی روشنی میں شرک کو سب سے بڑا گناہ قرار دیا ہے۔ حضرت عبد اللہؓ نے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ یَارَسُوْلَ اللّٰہ! اَیُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ؟ کہ کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا: اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰہِ نِدًّا وَ ھُوَ خَلَقَکَ۔ یعنی یہ کہ تُو کسی کو اللہ تعالیٰ کا ہمسر ٹھہرائے، حالانکہ اُس نے تجھے پیدا کیا ہے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الطلاق باب فی تعظیم الزنا)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی بصیرت نے دیکھا کہ مجھ سے پہلے بعض نبیوں کو لوگوں نے خدا یا خدا کا بیٹا بنایا تھا، ایسا نہ ہو کہ میری اُمّت کے لوگ بھی میرے کاموں کی وجہ سے کبھی شرک کے گندے عقیدے میں مبتلا ہو جائیں، اس لئے آپؐ کسی فرد کے مسلمان ہونے پر اُس سے اقرار لیتے۔ "اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ" کہ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ گویا آپؐ نے توحید کو راسخ کرنے کے لئے ابتداء سے ہی ایک مسلمان کو توحید کا سبق دیا۔ نیز انبیاء پرستی، اولیاء پرستی اور قبر پرستی سے بڑی سختی سے منع فرمایا اور بڑی سخت تنبیہ فرمائی۔ چنانچہ اس ضمن میں بڑی واضح اور قطعی احادیث موجود ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنالیا ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو مَیں آپؐ کی قبر کو کھلا رکھتی لیکن مجھے ڈر ہے کہ کہیں اُسے بھی مسجد نہ بنالیا جائے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بدعت کے ڈر سے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی:

اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا لَعَنَ اللّٰہُ قَوْمًا اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِھِمْ مَسَاجِدَ

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 246 مطبوعہ بیروت)

کہ اے اللہ! میری قبر کو بت پرستی کی جگہ نہ بنانا، اللہ اس قوم پر لعنت کرے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو مساجد بنالیا۔

سامعین! سورۃ اخلاص جس کی مَیں نے تقریر کے آغاز پر تلاوت کی ہے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے توحید کا مضمون بیان فرمایا ہے اور اِس کی تلاوت کو قرآنِ کریم کے تیسرے حصّے کی تلاوت کے برابر ثواب کا کہا گیا ہے۔ ایک حدیث میں سورۃ اخلاص کے مضمون کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (حدیثِ قدسی ہے) کہ مجھے گالی دینے کا مطلب یہ ہے کہ وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے کسی کو اپنا بیٹا بنایا ہے میری ذات صمد ہے یعنی بے نیاز ہے اور نہ میرا کوئی بیٹا ہے اور نہ مَیں جنا گیا ہوں یعنی نہ مَیں کسی کا باپ ہوں اور نہ ہی کوئی میرا ہمسر ہے۔

(ترجمہ از حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 11)

عورتیں چونکہ زیادہ توہم پرست ہوتی ہیں اور ان میں قبور کو حد سے زیادہ تقدس دینے کا رجحان ہوتا ہے اس لیے آپؐ نے ایسی عورتوں کو بھی سخت تنبیہ فرمائی اور انہیں قبروں وغیرہ پر چراغ اور دیگر ایسی اشیاء، جن سے ان قبروں کی غیر ضروری عقیدت اور احترام ہو، گویا کہ وہ مساجد ہیں، رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے:

لَعَنَ اللّٰہُ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْھَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ

(الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر للامام السیوطی حدیث نمبر 7276)

یعنی اللہ تعالیٰ قبروں کی زیارت کرنے والیوں اور ان پر سجدہ گاہیں بنانے والوں اور چراغ رکھنے والوں پر لعنت کرے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبور کی زیارت کرنے والوں پر جو لعنت کی، اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو پوجنے یا حد سے زیادہ تقدس دینے کی نیت سے قبروں پر جاتے ہیں، ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور جگہ پر خود قبرستان جانے کی تلقین فرمائی ہے، لیکن ساتھ ہی اس کا مقصد بھی بیان فرمادیا ہے۔ کہ فَزُوْرُ الْقُبُوْرَ فَاِنَّھَا تُذَکِّرُکُمُ الْمَوْتَ یعنی قبروں پر جایا کرو، کیونکہ یہ تمہیں موت (اور آخرت) کی یاد دلاتی ہیں۔

(سنن النسائی کتاب الجنائز باب زیارۃ قبر المشرک)

پس اسلام نے ہر اُس بات سے جس سے غیر اللہ کے وجود میں مبالغہ ہو، منع فرمایا اور اس بات کو روا نہیں رکھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے حق میں ایسے کلمات کہے جائیں یا اُسے ایسا درجہ دیا جائے جس سے اس کے مافوق البشر ہونے کا شبہ بھی پڑے۔ یہاں تک کہ بعض اقوام میں اپنے سرداروں یا بادشاہوں کو سجدہ کرنے کا رواج تھا لیکن اسلام نے یہ تعلیم دی کہ سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہی جائز ہے۔

حضرت قیسؓ بن سعد روایت کرتے ہیں کہ مَیں ایک مرتبہ حیرہ قوم کے پاس آیا تو دیکھا کہ وہ اپنے بڑے سردار کو سجدہ کر رہے ہیں۔ مَیں نے دل میں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ حقدار ہیں کہ ان کو سجدہ کیا جائے۔ پھر مَیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو عرض کی: حضورؐ! مَیں نے اس طرح حیرہ قوم کو سجدہ کرتے دیکھا ہے، حالانکہ آپؐ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ آپؐ کو سجدہ کیا جائے۔ آپؐ نے فرمایا: مجھے بتاؤ تو سہی کہ اگر تم میری قبر کے پاس سے گزرو تو کیا تم بھی میری قبر کو سجدہ کرو گے؟ مَیں نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا: پس تم ایسا نہ کرنا، اگر خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ روا ہوتا تو مَیں عورتوں کو کہتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں، بسبب اس حق کے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عورتوں پر دیا ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب فی حق الزوج علی المرائۃ)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ حضرت اُمّ حبیبہؓ اور حضرت اُمّ سلمہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُس گرجا گھر کا ذکر کیا کہ جو انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا کہ اس میں تصاویر لگی ہوئی تھیں، اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ان لوگوں میں اگر کوئی نیک بندہ ہوتا تھا، جب وہ مر جاتا تو یہ لوگ اس کی قبر پر سجدہ گاہ بنا لیتے تھے اور اس میں ایسی تصاویر بنا دیتے تھے، یہی لوگ قیامت کے دن اللہ جل شانہ کے نزدیک مخلوق میں سے بدترین ہوں گے۔

(صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلوۃ، باب المنھی عن بناء المسجد علی القبور)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّت کو نصیحت فرمائی کہ تم میری تعریف میں ویسا مبالغہ نہ کرنا جیسا کہ نصاریٰ نے مسیحؑ کی شان میں غلو سے کام لیا (یعنی مجھے خدا کا بیٹا نہ بنانا) میں تو صرف ایک بندہ ہوں، پس کہو کہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔

(شمائل ترمذی باب ما جاء فی تواضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

پس یہ اسلام کا پیدا کردہ عظیم انقلاب ہے کہ عرب جیسے بت پرست ماحول میں توحید کے سب سے بڑے علمبردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے خدائے واحد و یگانہ کی محبت بھر دی، آپ کی ان تعلیمات کی روشنی میں امّتِ مسلمہ توحید الٰہی پر قائم رہی اور ہمیشہ قائم رہے گی، انشاء اللہ۔ اسلام کی پیش کردہ اس موّحدانہ تعلیم کا خود غیروں نے بھی اقرار کیا ہے۔ ایک انگریز پادری Walter Miller لکھتا ہے:

عیسائیت اور اسلام دونوں مذاہب اپنے بانی مذہب سے حد درجہ اخلاص تک متاثر ہیں، ایک مذہب (عیسائیت) اپنے بانی میں معبود ہونے کا مقام دیکھتا ہے۔ جب کہ دوسرا (اسلام) اس طرزِ عمل سے احتراز کرتا ہے، تاہم اسلام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دونوں جہانوں میں تمام انسانوں میں بلند ترین مقام دیتا ہے۔

(Yesterday and Tomorrow in Northern Nigeria, page 107-108, Student Christian Movement Press, 58 Bloomsburz Street, London, 1938)

اسی طرح مشہور عیسائی مستشرق، A.J. Arbeny، اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

اسلامی تعلیم کا مرکزی بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ خدا ایک ہے، یہ کہ اس کا کوئی شریک یا ہمسر نہیں جو اس کی قدرت کاملہ میں حصہ دار یا مقابلہ کرنے والا ہو، اسلام مجسم خدا یا منجی (نجات دہندہ) کو تسلیم نہیں کرتا۔ معاملہ اللہ (رب) اور اس کے بندے (عبد) کے درمیان ہے۔ ہاں کچھ بندے خدا کے نبی کہلاتے ہیں۔ (حضرت) آدمؑ سے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تک، جن کا کام صرف انسانیت کو خدا کی طرف بلانا ہے، وہ نبی انسانیت تک الٰہی پیغام پہنچانے کا ذریعہ ہیں... ورنہ انبیاء دوسرے انسانوں کی طرح انسان ہی ہیں۔ بس یہ فرق ہے کہ خدا نے انہیں اپنی خاص رحمت اور انعام کا مورد بنایا ہے۔ نبی کو بلاشبہ معبود نہیں بنانا چاہیے، کیونکہ یہ شرک اور کفر ہے، ہاں وہ بالبداہت تعظیم و تکریم کا حقدار اور بطور نمونہ ہے، جس کے نقشِ قدم پر چلنا چاہیے، کیونکہ خدا اس سے کلام کرتا ہے اور اس خدا نے اسے پیغمبر چنا ہے۔

(Sufism, An Account of the Mysite of Islam, page 12, George Allin & Unwin Ltd, Ruskin House, Museum Street, London, 1950)

جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی امتوں کے بگاڑ کے نتیجے میں اپنی امت کو اس بگاڑ سے ہوشیار کیا اور اس بدعت میں پڑنے سے سختی سے روکا۔ چنانچہ ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غور سے سنو! تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء اور صلحاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیتے تھے۔ خبردار! تم قبروں کو مسجدیں نہ بنالینا، مَیں تمہیں اس سے سختی سے منع کرتا ہوں۔

(صحیح مسلم کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ باب النھی عن بناء المسجد علی القبور)

خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ امت محمدیہ اس فرمان محمدیؐ پر کاربند ہے۔ لیکن بدقسمتی سے مسلمانوں کا ایک طبقہ اپنی جہالت کی وجہ سے قبرپرستی اور اولیاء پرستی جیسی گمراہی میں پڑ گیا۔ حالانکہ ان کے اس فعل کا اسلام سے دور دور کا بھی تعلق نہیں، جیسا کہ مندرجہ بالا احادیث سے ظاہر ہے۔ اولیاء پرستی کی یہ بدعت بگڑے ہوئے مسلمانوں کا فعل ہے اور مسلمانوں کی اکثریت قبرپرستی کرنے والی اس اقلیت کو ردّ کرتی ہے اور ان کے اس فعل کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ پس ایک محدود طبقے کے خود ساختہ اور خود وضع کردہ عقائد و عادات کو پورے اسلام پر چسپاں نہیں کیا جاسکتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اپنی امّت کو اس بگاڑ سے بچنے کی تلقین فرمائی تھی وہاں آخری زمانے میں مسیح موعود و مہدی معہودؑ کے آنے کی خوشخبری بھی دی تھی، جس کے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ نے انبیاء پرستی (الوہیت مسیح ناصری، حیات مسیح ناصری اور کفارہ) جیسے عقائد کا قلع قمع اور امّتِ محمدیہ کی اصلاح مقدر کر رکھی تھی۔ چنانچہ الٰہی بشارات کے ماتحت اس آخری زمانے میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام، مسیح و مہدی بن کر مبعوث ہوئے۔ آپؑ نے جس دور میں آنکھ کھولی تو دیکھا کہ ایک طرف تو مسلمانوں کا ایک طبقہ پیروں، فقیروں، سجادہ نشینوں اور قبروں کے سامنے سجدہ ریز ہے اور دوسری طرف عیسائی رَبُّنَا الْمَسِیْح ، رَبُّنَا الْمَسِیْح کے نعرے لگا کر خدا کے ایک معصوم نبی کو خدا بنا رہے ہیں اور اس پر ستم یہ کہ خود اُمّتِ مسلمہ حیاتِ مسیح جیسا خلافِ قرآن و احادیث عقیدہ رکھ کر عیسائیت کی ممِدّ و معاون ثابت ہو رہی تھی۔ چنانچہ آپؑ نے اذنِ الٰہی سے ایک مرتبہ پھر دنیا کو توحیدِ الٰہی کا پرچار شروع کیا اور اپنے قول و فعل سے اس عظیم حقیقت کا درس دیا، آپؑ فرماتے ہیں۔

”افسوس! مسلمانوں کی عقل ماری گئی جو ایک خدا کے ماننے والے تھے وہ اب ایک مردہ کو خدا سمجھتے ہیں اور ان خداؤں کا تو شمار نہیں جو مُردہ پرستوں اور مزار پرستوں نے بنائے ہیں، ایسی حالت اور صورت میں خدا تعالیٰ کی غیرت نے یہ تقاضا کیا ہے کہ ان مصنوعی خداؤں کی خدائی کو خاک میں ملایا جاوے، زندوں اور مردوں میں ایک امتیاز قائم کر کے دنیا کو حقیقی خدا کے سامنے سجدہ کرایا جاوے، اسی غرض کے لئے اُس نے مجھے بھیجا ہے اور اپنے نشانوں کے ساتھ بھیجا ہے“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 623)

حضرت مسیح پاکؑ نے مزید فرمایا:

”میرا یہ مسلک نہیں کہ مَیں ایسا تند خو اور بھیانک بن کر بیٹھوں کہ لوگ مجھ سے ایسے ڈریں جیسے درندہ سے ڈرتے ہیں اور بت بننے سے سخت نفرت رکھتا ہوں، مَیں تو بت پرستی کو ردّ کرنے آیا ہوں، نہ یہ کہ مَیں خود بت بنوں اور لوگ میری پوجا کریں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ مَیں اپنے نفس کو دوسروں پر ذرا بھی ترجیح نہیں دیتا۔ میرے نزدیک متکبّر سے زیادہ کوئی بت پرست اور خبیث نہیں، متکبّر کسی خدا کی پرستش نہیں کرتا بلکہ وہ اپنی پرستش کرتا ہے“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 310 جدید ایڈیشن)

اسلام نے اللہ تعالیٰ سے مناجات کے بھی آداب مقرر فرمائے ہیں اور یہ امر آداب دعا کے صریحاً خلاف ہے کہ خدا کو چھوڑ کر کسی ولی یا اس کی قبر سے مدد طلب کی جائے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام دنیا کو آداب دعا سکھاتے ہوئے فرماتے ہیں:“

”اب اسلام میں مشکلات ہی اور آپڑی ہیں کہ جو محبت خدا تعالیٰ سے کرنی چاہیے وہ دوسروں سے کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کا رتبہ انسانوں اور مردوں کو دیتے ہیں۔ حاجت روا اور مشکل کشا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک تھی مگر اب جس قبر کو دیکھو وہ حاجت روا ٹھہرائی گئی ہے۔ مَیں اس حالت کو دیکھتا ہوں تو دل میں درد اٹھتا ہے مگر کیا کہیں کس کو جا کر سنائیں“

فرمایا:

”ہم سب ابرار، اخیار امت کی عزت کرتے ہیں اور ان سے محبت رکھتے ہیں لیکن ان کی محبت اور عزت کا یہ تقاضا نہیں ہے کہ ہم ان کو خدا بنالیں... یاد رکھو! انبیاء علیہم السلام کو جو شرف اور رتبہ ملا وہ صرف اسی بات سے ملا ہے کہ انہوں نے حقیقی خدا کو پہچانا اور اس کی قدر کی۔ اسی ایک ذات کے حضور انہوں نے اپنی ساری خواہشوں اور آرزوؤں کو قربان کیا، کسی مردہ اور مزار پر بیٹھ کر انہوں نے مرادیں نہیں مانگی ہیں“ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 522-524)

اس قسم کی سینکڑوں تحریریں اور فرمودات آپؑ کی موجود ہیں اور یہ امر صرف قول ہی تک محدود نہیں تھا، آپ نے عملاً بھی دنیا کو اللہ تعالیٰ کی توحید کا سبق دیا اور آپ کی زندگی میں ایسے کئی واقعات ملتے ہیں، مثال کے طور پر چند ایک پیش ہیں: حضرت ملک برکت علی صاحبؓ بیان کرتے ہیں:

"حضرت اقدسؑ کے زمانے میں چونکہ مسجد چھوٹی ہوا کرتی تھی اس لئے جب احمدی زیادہ ہوتے تو چھت پر، جہاں حضورؑ تشریف فرما ہوتے تھے، جہاں کسی کو جگہ مل جاتی وہ بیٹھ جاتا اور ہمہ تن گوش ہو کر حضورؑ کی باتوں کو سنتا۔ بعض غیر احمدی معترض ہوتے کہ آپ پیر ہیں اور نیچے بیٹھے ہیں مگر مرید شہ نشین پر اوپر بیٹھے ہیں۔ حضرت صاحبؑ فرماتے کہ معذوری ہے، جگہ تنگ ہے، لوگ مجھے پوجنے کے لئے نہیں آتے بلکہ تقویٰ اور طہارت کی باتیں سننے کے لئے آتے ہیں اور مَیں انسان پرستی کو دور کرنے کے لئے آیا ہوں"

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر10 صفحہ 57)

حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوریؓ بیان فرماتے ہیں:

"ایک دفعہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ سیر سے واپس آرہے تھے، جب حضورؑ احمدیہ چوک میں پہنچے تو ایک سائل نے سوال کیا، تُو داتا ہے! مجھے کچھ دے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا۔ **داتا خدا ہے**۔ اُس نے کہا کہ ہاں! مگر تو بھی مجھے کچھ دے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے اس کو ایک روپیہ عطا فرمایا"

(الحکم 21مارچ 1935 صفحہ 5)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ بیان فرماتے ہیں:

"چکوال ضلع جہلم میں مولوی محمد خیاط اپنے علاقہ میں ایک مشہور مولوی تھے، خصوصیت سے وہ شیعہ فرقہ کے مسلمانوں سے مباحثات کیا کرتے تھے۔ کرم دین کے مقدمہ کے ایام میں مجھے چکوال جانا پڑا اور ان سے ملاقات ہوئی۔ انہیں اپنے علم اور طریق مناظرہ پر بھی ایک ناز تھا، لیکن حضرت مسیح موعودؑ پر جس چیز نے ان کے ایمان کو بہت مضبوط کیا وہ ایک واقعہ ہے، جس کا ذکر انہوں نے ہمیشہ کیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ جب مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوا تو اتفاق سے میری موجودگی کے ایام میں ایک شخص حضرتؑ کی خدمت میں آیا۔ چونکہ اس زمانہ کے رسمی پیروں کے ہاں لوگ سجدے کرتے ہیں وہ آتے ہی حضرتؑ کے قدموں کی طرف جھکا۔ آپؑ نے اسے روک دیا اور منع فرمایا کہ ایسا نہیں چاہیے اور پھر اسی سلسلہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا: کہ مَیں تو شرک اور تعظیم غیر اللہ کو مٹانے کے لئے آیا ہوں تا کہ خدائے واحد کی عظمت کو قائم کروں اور ہر ایک قسم کے شرک سے لوگوں کو بچاؤں۔ مجھے ہرگز پسند نہیں کہ میرے سامنے کوئی شخص اس قدر جھکے جو خدا تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے، ہر ایک انسان خواہ کتنا ہی عظیم المرتبت ہو، وہ آخر انسان ہی تو ہے"

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ بیان فرماتے ہیں:

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ اپنے مریدوں میں اس طرح مل جل کر بیٹھتے کہ نووارد کو ہرگز پتہ نہ لگتا کہ اس مجلس کا سردار کون ہے؟ اس لئے بعض نووارد غلطی سے کبھی مولوی نورالدین صاحبؓ کو، کبھی مولوی محمد احسن صاحبؓ اور کبھی مولوی عبدالکریمؓ صاحب کو سمجھ لیتے کہ آپ مسیح موعودؑ ہیں۔ چونکہ مَیں خود پیر اور پیروں کے خاندان سے تھا، لہٰذا مجھے اس بات سے تکلیف ہوتی۔ آخر ایک دن مَیں نے عرض کیا۔ حضور! نوواردوں کی غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے اگر اجازت ہو تو حضور کے نیچے ایک چھوٹا سا غالیچہ اور پیچھے ایک گاؤ تکیہ رکھ دیا جائے۔ یہ سنتے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "صاحبزادہ صاحب! مَیں اپنی پوجا تو نہیں کرانے آیا، مَیں تو خدا کی پرستش کرانے آیا ہوں"

(الفضل 5 دسمبر 1941ء صفحہ 7)

غرض یہ کہ ہر ایسی بات جس سے انسان پرستی کا تھوڑا سا بھی شائبہ ہو سکتا تھا، آپؑ نے اس سے منع فرمایا اور اُمّتِ مسلمہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ، اِنِّیْ اَنْھَاکُمْ عَنْ ذَالِکَ کی عملی تصویر بن کر دکھایا اور ایک مرتبہ پھر توحید الٰہی کی سرسبز و شاداب بیل پر لگی اولیاء پرستی کی اس آکاس بیل کو دور کیا۔

دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیائے عیسائیت میں مسیح ابن مریم کو معبود بنے دیکھا اور اس پر مستزاد یہ کہ امت مسلمہ کو حیاتِ مسیح کے عقیدے میں گم پا کر انبیاء پرستی کے مخفی شرک میں مبتلا پایا تو آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے الہام پا کر وفات مسیح ناصری علیہ السلام کا اعلان کیا اور صدیوں سے بھٹکے ہوئے لوگوں کو ہدایت کی

راہ دکھائی اور حیاتِ مسیح کی بنیادوں پر کھڑی ہونے والی عیسائیت کی بظاہر نظر آنے والی پُر شوکت عمارت آپؑ کے اس اعلان کے ساتھ منہدم ہو گئی۔ آپؑ نے دنیا کو مخاطب کر کے فرمایا:

"میں تم کو مسیح پرست نہیں بنانا چاہتا بلکہ مسیح بنانا چاہتا ہوں"

(بدر 6/جولائی 1911ء صفحہ 6)

اس مسیح پرستی کے خلاف اور توحید کے قیام کی خاطر آپؑ کے دل میں ایک جوش تھا۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

"عیسائی مذہب کے ساتھ ہمارا مقابلہ ہے، عیسائی مذہب اپنی جگہ آدم زاد کی خدائی منوانی چاہتا ہے اور ہمارے نزدیک وہ اصل اور حقیقی خدا سے دور پڑے ہوئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان عقائد کی (جو حقیقی خدا پرستی سے دور چھینک کر مُردہ پرستی کی طرف لے جاتے ہیں) کافی تردید ہو اور دنیا آگاہ ہو جاوے کہ وہ مذہب جو انسان کو خدا بناتا ہے خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا اور بظاہر اسباب عیسائی مذہب کی اشاعت اور ترقی کے جو اسباب ہیں وہ انسان پرست انسان کو کبھی یقین نہیں دلاتے کہ اس مذہب کا استیصال ہو جاوے گا۔ لیکن ہم اپنے خدا پر یقین رکھتے ہیں کہ اُس نے ہم کو اس کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے اور یہ میرے ہاتھ پر مقدر ہے کہ مَیں دنیا کو اس عقیدہ سے رہائی دلاؤں۔ پس ہمارا فیصلہ کرنے والا یہی امر ہو گا"

"ہزاروں ہزار انسان ہیں جو اپنے اہل وعیال اور دوسری حاجتوں کے لئے دعائیں کرتے اور تڑپتے ہیں مگر مَیں سچ کہتا ہوں کہ میرے لئے اگر کوئی غم ہے تو یہی ہے کہ نوع انسان کو اس ظلم صریح سے بچاؤں کہ وہ ایک عاجز انسان کو خدا بنانے میں مبتلا ہو رہی ہے اور اس سے سچے اور حقیقی خدا کے سامنے ان کو پہنچاؤں جو قادر اور مقتدر خدا ہے... مجھے بشارت دی گئی ہے کہ یہ عظیم الشان بوجھ جو میرے دل پر ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہلکا کر دے گا اور ایک حیّ و قیوم خدا کی پرستش ہونے لگے گی"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 646-647)

اپنی معرکہ آراء کتاب براہین احمدیہ میں مخلوق پرستی کے خاتمے اور توحید کی فتح کے متعلق بشارات دیتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

"جدھر دیکھو! دلائل و وحدانیت کے بہادر سپاہیوں کی طرح شرک کے خیالی اور وہمی برجوں پر گولہ اندازی کر رہے ہیں اور توحید کے قدرتی جوش نے مشرکوں کے دلوں پر ایک ہلچل ڈال رکھی ہے اور مخلوق پرستی کی عمارت کا بودا ہونا عالی خیال لوگوں پر ظاہر ہوتا جاتا ہے اور وحدانیت الٰہی کی پُرزور بندوقیں شرک کے بدنما جھونپڑوں کو اُڑاتی جاتی ہیں۔ پس ان تمام آثار سے ظاہر ہے کہ اب اندھیرا شرک کا ان اگلے دنوں کی طرح پھیلنا کہ جب تمام دنیا نے مصنوعی چیزوں کی ٹانگ صانع کی ذات اور صفات میں پھنسا رکھی تھی، ممتنع اور محال ہے۔"

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 103 حاشیہ)

ایک اور جگہ آپؑ نے اپنے مولیٰ کے حضور دعا کرتے ہوئے فرمایا:

"اے میرے قادر خدا میری عاجزانہ دعائیں سن لے اور اس قوم کے کان اور دل کھول دے اور ہمیں وہ وقت دکھا کہ باطل معبودوں کی پرستش دنیا سے اٹھ جائے اور زمین پر تیری پرستش اخلاص سے کی جائے اور زمین تیرے راستباز اور موحّد بندوں سے ایسی بھر جائے جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے اور تیرے رسول کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور سچائی دلوں میں بیٹھ جائے۔"

کیا زندگی کا ذوق اگر وہ نہیں ملا
لعنت ہے ایسے جینے پہ گر اُس سے ہیں جدا
اُس رُخ کو دیکھنا ہی تو ہے اصل مدّعا
جنّت بھی ہے یہی کہ مل یارِ آشنا

(بتعاون: چوہدری ناز احمد ناصر۔ برطانیہ)